اسلامی جہاد کی اہمیت اور اُسکے اصول

مولانا قاری سعید الرحمٰن خطیب جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر

(صاحبزادہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت تھانویؒ سابق صدر مظاہر العلوم)

اسلام صرف چند عبادتوں کا مجموعہ نہیں۔ اور نہ صرف اعتقادات کی حد تک اس کی تعلیم محدود ہے۔ بلکہ وہ اپنے پیروکاروں کو عقائد، عبادات، معاملات، تہذیب و تمدن اور امن و جنگ کے سب مسائل سکھلاتا ہے۔ ہم نے اپنے مذہب کو صرف چند رسومات کا مجموعہ سمجھ لیا ہے۔ اور یہ درحقیقت اس پروپیگنڈا کا اثر ہے جو یورپ مذہب کے بارے میں کرتا رہا ہے۔ کہ مذہب انسان کا ایک نجی فعل ہے جس کا دائرہ صرف اس کی ذات تک محدود ہے۔ اجتماعی امور اور عمرانیات وغیرہ میں یورپ مذہب کی دخل اندازی گوارا نہیں کرتا۔ ہمارے لئے ہر معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے۔ آپؐ نے زندگی کے ہر معاملہ میں امت کے لئے واضح تعلیمات چھوڑی ہیں۔

اس وقت ہمارا ملک ہندوستانی سامراج کا شکار ہے۔ ہندوستان اپنی قوت اور فوجی ساز و سامان کی کثرت اور افرادی طاقت کی وجہ سے وہ ہمارے ملک پر حملہ آور ہوا ہے۔ اس کی حیثیت ظالم کی ہے، اور ہماری مظلوم کی۔ اس وقت ہم کو اپنی پوری قوت سے اس سامراج کا مقابلہ کرنا ہے۔ اور قوم میں روح جہاد پھونک کر کفر کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا عزم کرنا ہے۔ کافر سے مسلمان کی جنگ ایک عظیم مقصد کے لئے ہوتی ہے۔ وہ خدا کے کلمہ کو سربلند کرنے، اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد اور استبدادی پنجوں میں جکڑے ہوئے غلام مسلمانوں کو آزاد کرانے کی خاطر میدانِ جنگ میں کودتا ہے۔ اور جس قوم کے یہ مقاصد ہوں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد اس کی شامل حال ہوتی ہے۔

کفر اور اسلام کا پہلا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوا۔ اس معرکہ میں جس محیر العقول طریقہ سے کفر کے زور کو توڑا گیا۔ اور جس بہادری اور بے جگری سے مسلمانوں نے جنگ کی اور پھر جن غیبی طریقوں سے اللہ تعالیٰ مدد مسلمانوں کو ملتی رہی۔ یہ درحقیقت اسلامی تعلیمات پر عمل کا نتیجہ تھا۔۔۔۔۔

کامیابی کے اصول بدر کی جنگ شروع ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی کے چند اصول تبلائے اور حکم دیا کہ کفر کی طاقت کو توڑنے کے لئے تم کو ان اصولوں پر سختی سے کاربند رہنا چاہیئے۔۔۔۔۔ آج ہماری بھی ہندوستان سے پہلی ہمہ گیر جنگ ہے۔ جو کسی ایک محاذ پر محدود نہیں۔ آیئے! ہم ان اصولوں پر پھر غور کریں جن پر عمل کر کے صحابہؓ کرام نے پہلی جنگ میں عظیم کامیابی حاصل کی۔۔۔۔۔

سورۂ انفال میں خدا کا ارشاد ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ	اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو کسی فوج
فاثبتوا واذکروا اللّٰہ کثیرا لعلکم	سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو
تفلحون واطیعوا اللّٰہ ورسولہ	تاکہ تم مراد پاؤ۔ اور حکم مانو اللہ کا اور اسکے رسول
ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب	کا۔ اور آپس میں نہ جھگڑو۔ پس نامرد ہو جاؤ گے
ریحکم واصبروا ان اللّٰہ مع الصابرین	اور جاتی رہے گی تمہاری۔ اور صبر کرو۔ بیشک
ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم	اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ
بطرا ورئاء الناس ویصدون عن	ہو جاؤ ان جیسے جو کہ نکلے اپنے گھروں سے
سبیل اللّٰہ واللّٰہ بما تعملون محیط۔	اتراتے ہوئے۔ اور لوگوں کو دکھانے کو اور

روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور اللہ کے قابو میں ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

ثابت قدمی ان آیتوں میں سب سے پہلے ثابت قدمی کا ذکر ہے۔ کسی قوم کی کامیابی کا راز عموماً اس کی ثابت قدمی جرأت و بہادری پر ہے۔ مسلمان چونکہ ایک عظیم مقصد کے لئے لڑتا ہے، اس لئے پیچھے ہٹنا یا پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا یا دشمن سے مرعوب ہو جانا ان سب باتوں سے وہ ناآشنا ہے۔ قرآن کی دوسری آیت پر غور فرمائیے:

یاایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین	اے ایمان والو! جب مقابلہ کرو تم کافروں
کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ومن	سے میدان جنگ میں تو مت پھیرو ان سے

یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال	پیٹھ۔ اور جو کوئی پھیرے ان سے پیٹھ اس
او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب	دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی یا جا ملتا ہو فوج
من اللّٰہ وماواہ جھنم وبئس المصیر	میں سو وہ پھرا اللہ کا غضب لیکر۔ اور اس کا

ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ برا ٹھکانا ہے ——

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ بغیر کسی جنگی مصلحت کے محض دشمن کے خوف سے پیچھے ہٹنا خدا کے غضب کے مستحق ہونے اور جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اجتنبوا السبع الموبقات قالو یا رسول اللّٰہ	سات ہلاک کرنیوالی چیزوں سے بچو۔ صحابہ
وما ھن قال الشرک باللّٰہ والسحر	نے عرض کیا وہ کون سی سات چیزیں ہیں۔
وقتل النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق	آپ نے فرمایا۔ ۱۔ شرک۔ ۲۔ سحر۔ ۳۔ قتل
واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی	۴۔ سود کھانا۔ ۵۔ یتیم کا مال کھانا۔ ۶۔ جنگ کے
یوم الزحف وقذف المحصنات	وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔ ۷۔ معصوم عورتوں
المؤمنات الغافلات۔ (متفق علیہ)	پہ بہتان لگانا۔

حدیث کے لفظ "الموبقات" سے اس امر کیطرف اشارہ ہے۔ کہ یہ سات چیزیں اپنے اندر ہلاکت آفرینیوں کا سامان رکھتی ہیں۔ چھٹے نمبر کو دیکھئے، دشمن سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اتنا سنگین جرم ہے۔ کہ اس سے صرف اسی کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ پوری فوج بددلی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسلام نے سختی سے مجاہدین کو اس حرکت سے منع کیا ہے —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگیاں ثابت قدمی کا بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ گھمسان کے دن میں اگر ہمیں پناہ ملتی تو حضورؐ کے یہاں ملتی۔ غزوہ حنین کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شجاعانہ نعرہ انا النبی لاکذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ نے بکھرے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر لیا۔ غزوہ موتہ کے موقع پر حضرت طیارؓ و دیگر صحابہ کے کارنامے ہمارے لئے سبق آموز ہیں ——

دور خلافت عمرؓ کا ایک واقعہ پڑھئے۔ حضرت سعدؓ کی زیر سرکردگی جب مسلمانوں کی فوجیں ایرانیوں کو قادسیہ، بابل، اور بہرہ شہر میں شکست دیتی ہوئی مدائن کی طرف بڑھیں تو درمیان میں دریائے دجلہ تھا۔ ایرانیوں نے پہلے سے جہاں جہاں پل باندھے ہوئے تھے توڑ کر

بیکار کر دیئے تھے۔ سعدؓ جب دجلہ کے کنارے پہنچے تو نہ پل تھا نہ کشتی۔ فوج کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ برادرانِ اسلام! دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے۔ یہ مہم بھی سر کر لو تو مطلع صاف ہے۔ یہ کہہ کر دریا میں گھوڑا ڈال دیا۔ ان کو دیکھ کر اوروں نے بھی ہمت کی اور سب نے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ دریا اگرچہ نہایت ذخار اور مواج تھا۔ لیکن ہمت و جوش نے طبیعتوں میں یہ استقلال پیدا کر دیا تھا۔ کہ موجیں برابر گھوڑوں سے آ آ کر ٹکراتی تھیں اور یہ رکاب سے رکاب ملائے آپس میں باتیں کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ یمین و یسار کی جو ترتیب تھی اس میں بھی فرق نہیں آیا۔ دوسرے کنارے پہ ایرانی یہ حیرت انگیز تماشا دیکھ رہے تھے۔ جب فوج بالکل کنارے کے قریب آگئی تو ان کو خیال ہوا کہ یہ آدمی نہیں جن ہیں۔ چنانچہ دیوان آمدند، دیوان آمدند کہتے ہوئے بھاگے۔

۲- یرموک کی لڑائی میں حباشؓ بن قیس جو ایک بہادر سپاہی تھے، بڑی جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ اسی اثنا میں کسی نے ان کے پاؤں پہ تلوار ماری۔ اور ایک پاؤں کٹ کر الگ ہو گیا۔ حباشؓ کو خبر تک نہ ہوئی، تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو ڈھونڈنے لگے کہ میرا پاؤں کیا ہوا۔ ان کے قبیلے کے لوگ ہمیشہ اس واقعہ پہ فخر کرتے تھے۔ چنانچہ سوار بن وقی ایک شاعر نے کہا ؎

ومنا ابن عتاب وناشد رجله   ومنا الذی ادی الی الحی حاجبا

ذکر اللہ

دوسرا اصول جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ ذکر اللہ ہے۔ خدا کی یاد اور اللہ کا ذکر تو ہر وقت ہونا چاہیے۔ لیکن ہنگامی حالات اور جہاد کے وقت خدا کا ذکر بہت زیادہ کرنا چاہیئے۔ اسی لئے یہاں لفظ کثیراً بڑھایا گیا ہے۔ خدا کے ذکر کو مسلمانوں کی کامیابی میں بڑا دخل ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جس سے غیر مسلم محروم ہے۔ اللہ کے ذکر سے دل میں جمعیت اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ اور قلبی طمانیت سے جنگ بہتر طریقہ سے لڑی جا سکتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

الذین آمنوا وتطمئن قلوبھم   وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے
بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب   ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے۔ یاد رکھو
اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل ——

غزوہ بدر کے موقع پہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں آپ کا حال معلوم کرنے گیا۔ دیکھا کہ آپ سجدہ میں یا حیّ یا قیوم پڑھ رہے ہیں۔ چار بار میں آیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو یہ دعائیہ کلمات پڑھتے ہوئے پایا۔

بات دراصل یہ ہے۔ کہ مسلمان کی جنگ خدا کی رضا کے لئے ہوتی ہے۔ وہ جتنا بھی اللہ کو یاد کرے گا۔ اتنا ہی اللہ کی رحمت شاملِ حال ہوگی۔

حضرت گنگوہیؒ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو جب ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں گرفتار کرکے انگریز حاکم کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ حاکم نے مختلف سوالات آپ سے کئے۔ اور آپ نے حقیقتِ حال کے موافق جوابات دئے۔ حاکم نے سوال کیا۔ "رشید احمد تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا"؟ آپ نے جواب دیا۔ "ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسدوں کے ساتھی ہیں۔" حاکم نے سوال کیا۔ "تم نے سرکار کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے"؟ آپ نے اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ "ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔" اس جواب کا مقصد یہ تھا۔ کہ مومن کے پاس خدا کی یاد ایک بہت بڑا ہتھیار ہے۔

مسلمانوں کی موثر نماز یرموک کی لڑائی شروع ہونے سے قبل رومیوں کے سردار باہان نے ایک سفیر جارج حضرت ابو عبیدہ کے پاس بھیجا۔ قاصد جارج جس وقت پہنچا شام ہوچکی تھی۔ ذرا دیر کے بعد مغرب کی نماز شروع ہوئی۔ مسلمان جس ذوق و شوق سے تکبیر کہہ کر کھڑے ہوئے۔ اور جس محویت سکون و وقار ادب و خضوع سے انہوں نے نماز ادا کی۔ قاصد نہایت حیرت و استعجاب کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ مسلمانوں کی یہی "ذکر اللہ" کی ادا دیکھ کر اس سے نہ رہا گیا۔ اور ابو عبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کچھ سوالات کرکے کلمۂ توحید پڑھ کے مسلمان ہوگیا۔

اطاعتِ خدا و رسول تیسرا اصول خدا اور رسول کی اطاعت ہے۔ خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہر وقت فرض اور ضروری ہے۔ مگر جنگ کے دوران اسکی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ہم اگر خدا کی مدد کے خواستگار ہیں۔ تو اس کے احکام پر چلنا ہوگا۔ خدا کی نصرت کے وعدے سب اس کی اطاعت پر موقوف ہیں۔ جب ہم جنگ اسکی رضا کے لئے لڑ رہے ہیں۔ تو اس کے احکام کو ماننا بھی ہمارے لئے ضروری ہوگا۔ جنگ کے دوران خدا اور رسول کے احکام کی معمولی سی خلاف ورزی بھی فتح کو شکست سے بدل دیتی ہے۔ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی ہزیمت کے جن اسباب کا ذکر سورۂ آل عمران میں ہے۔ ان میں اہم ترین سبب یہ ہے۔ وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون۔ (اور تم نے نافرمانی کی

بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تیر اندازوں کو خاص جگہ پر متعین فرمایا۔ انہوں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اس مورچہ کو چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے تو اس گروہ کی خلاف ورزی سے ساری فوج کی کامیابی ناکامی میں بدل گئی۔ اور ستر جلیل القدر صحابہ کرام کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔

غزوہ احزاب سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس صبح کے وقت مدینہ تشریف لائے تو ظہر کے وقت حضرت جبرئیل جنگی لباس پہنے ہوئے تشریف لائے۔ اور حضورؐ سے مخاطب ہوئے۔ اوقد وضعت السلاح یارسول اللہ۔ کیا آپ نے ہتھیار رکھ لئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ جبرئیل نے فرمایا میں نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے۔ حضورؐ نے فرمایا اب کہاں کا ارادہ ہے۔ جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ یہود کے قبیلہ بنو قریظہ کا قلع قمع کرنا ہے۔ حضورؐ نے منادی کا حکم دیا کہ مدینہ میں یہ آواز دو من کان سامعاً مطیعاً فلا یصلین العصر الا فی بنی قریظہ۔ (جو بھی حکم سننے والا اور فرمانبردار ہو وہ آج عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھے) لفظ سامعاً و مطیعاً قابل غور ہے۔ صحابہ کرامؓ تھکے ہوئے پندرہ روزہ جنگی مہم "خندق" سے ابھی واپس ہوئے تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے دوبارہ فوراً جنگ کی اپیل کی گئی تو سب صحابہ کرامؓ اطاعت کا ثبوت دیتے ہوئے چل پڑے ــــــــ

چوتھا اصول اتحاد

چوتھا اصول اتحاد اور تفرقہ اندازی سے اجتناب ہے۔ درحقیقت دشمن پر رعب جب طاری ہوگا کہ ہم آپس میں متحد و متفق رہیں۔ اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کفار کا مقابلہ کریں۔ خدا کو بھی ان ہی لوگوں سے محبت ہے۔ جو متفقہ طور پر دشمن کا مقابلہ کریں۔ ارشاد خداوندی ہے:

ان اللہ یحب الذین یقاتلون	اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اسکی
فی سبیلہ صفا کانھم بنیان	راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی
مرصوص۔	ہوئی دیوار ہیں۔

اگر ہم نے اتفاق و اتحاد سے دشمن کا مقابلہ نہ کیا۔ اور آپس میں اختلافات ہو گئے تو قرآن نے خود اس کے بُرے نتائج سے ہم کو آگاہ کیا ہے۔ کہ فتفشلوا وتذھب ریحکم (پس نامرد اور بزدل ہو جاؤ گے۔ اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا) غزوہ احد کے اسباب ہزیمت میں ارشاد ہے

حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر۔ (یہاں تک کہ جب تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا) مسلمانوں کا ہمیشہ شعار رہا ہے۔ کہ وہ متحد ومتفق ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور اپنی صفوں میں خلفشار سے احتراز کرتے ہیں۔ ۸ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "ذات السلاسل" کی طرف "قضاعہ" کی سرکوبی کے لئے حضرت عمرو بن العاصؓ کو تین سو صحابہ کی جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت عمرو بن العاص جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ کفار کی جماعت بہت زیادہ ہے۔ رافع بن مکیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزید امداد طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ آپؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ کی سرکردگی میں دو سو صحابہ کا لشکر روانہ فرمایا۔ جس میں حضرت ابوبکر وعمرؓ بھی تھے۔ آپؐ نے ابو عبیدہؓ کو رخصت کرتے وقت نصیحت فرمائی۔۔۔

ان یکونا جمیعاً ولا یختلفا۔ (کہ تم دونوں اتفاق سے کام چلانا۔ اختلاف مت پیدا کرنا) نماز کا وقت ہو گیا۔ ابو عبیدہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھنے لگے۔ عمرو بن العاص نے فرمایا۔ امیر میں ہوں آپ کو صرف مدد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ابو عبیدہؓ نے فرمایا نہیں تم اپنی فوج کے امیر اور میں اپنی فوج کا امیر۔ ابو عبیدہؓ حالات کی نزاکت کو سمجھ گئے۔ اور عمرو سے مخاطب ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہے کہ آپس میں اختلاف مت کرو۔ میں آپؐ کے حکم کے مطابق چلوں گا۔ چنانچہ عمروؓ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی اور ان کی زیر سرکردگی یہ معرکہ سرانجام ہوا۔

حضرت عمرؓ نے جب حضرت خالدؓ کو معزول کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ کو خط لکھا کہ خالد کے فیاضانہ اخراجات کے بارے میں ان سے پوچھو۔ کہ یہ اپنی گرہ سے کرتے ہیں تو یہ اسراف ہے۔ اور اگر بیت المال سے کرتے ہیں تو خیانت ہے۔ دونوں معزولی کے لائق ہیں۔ خالد جس کیفیت سے معزول کئے گئے وہ سننے کے قابل ہے۔ قاصد نے جو معزولی کا خط لیکر آیا تھا مجمع عام میں خالد سے پوچھا کہ یہ انعام تم نے کہاں سے دیا۔ خالد اگر اپنی خطا کا اقرار کر لیتے تو حضرت عمرؓ کا حکم تھا کہ ان سے درگذر کی جائے۔ لیکن وہ خطا کے اقرار کرنے پر راضی نہ تھے۔ مجبوراً قاصد نے معزولی کی علامت کے طور پر اُن کے سر سے ٹوپی اتار لی۔ اور ان کی سرتابی کی سزا کیلئے انہی کے عمامہ سے انکی گردن باندھی۔ یہ واقعہ کچھ کم حیرت انگیز نہیں۔ کہ ایسا سپہ سالار جس کا نظیر تمام اسلام میں کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ اور جس کی تلوار نے عراق و شام کا فیصلہ کر دیا تھا۔ اس طرح ذلیل کیا جا رہا ہے اور مطلق دم نہیں مارتا۔ اس سے ایک طرف تو خالد کی نیک نفسی اور حق پرستی کی شہادت ملتی ہے۔ اور دوسری طرف حضرت عمرؓ کی سطوت و

جلال کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور تیسرے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ مسلمان کس طرح اتحاد و اتفاق سے اپنے مسائل حل کر لیتے ہیں۔ اتنے بڑے عظیم فوجی جرنیل کی طرف سے کس قدر اتحاد کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

صبر پانچواں اصول صبر ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جنگ میں تکالیف اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک مومن ان سب پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔ وہ ہمت نہیں ہارتا۔ جانی اور مالی نقصان پر اللہ کی طرف سے انعام کا یقین رکھتا ہے۔ اس کو پہلے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مجھے ان سب مشکل راستوں سے گذرنا پڑے گا۔ مگر وہ اللہ کی طرف کئے ہوئے وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے ہمت و استقلال سے مردانہ وار مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے۔

فحل کے محاذ پر جب رومیوں اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے ساری فوج کا چکر لگایا اور ایک ایک علم کے پاس کھڑے ہو کر کہتے:

عباد اللہ استوجبوا من اللہ النصر	اے خدا کے بندو۔ خدا سے مدد چاہتے ہو
بالصبر فان اللہ مع الصابرین۔	تو صبر کرو۔ کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کیساتھ ہے۔

تکبر سے احتراز چھٹا اصول فخر و غرور اور نمود و نمائش سے احتراز ہے۔ اسلام میں جہاد محض ہنگامۂ کشت و خون نہیں بلکہ عظیم الشان عبادت ہے۔ عبادت کو دکھانے یا غرور کے لئے کرے تو وہ قبول نہیں۔ فخر و غرور اور ظاہری نمود و نمائش کافروں کا شیوہ ہے۔

ابوجہل غزوہ بدر کے موقع پر بڑے دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا۔ تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائیں اور دوسرے قبائل پر دھاک بیٹھ جائے۔ راستہ میں اسکو ابوسفیان کا پیام ملا کہ قافلہ سخت خطرہ سے بچ نکلا ہے۔ اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ۔ ابوجہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جا سکتے ہیں۔ جبکہ بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب و نشاط منعقد کر لیں۔ گانے والی عورتیں خوشی اور کامیابی کے گیت گائیں۔ شرابیں پیئیں۔ مزے اڑائیں۔ اور تین دن تک اونٹ ذبح کر کے قبائل عرب کی ضیافت کی جائے۔ تاکہ یہ دن عرب میں ہمیشہ یاد رہے ـــــ ابوجہل کے ایک ایک لفظ سے غرور و تکبر ٹپک رہا ہے۔ وہ اپنے ساز و سامان اور قوت میں سرشار ہو کر اپنی بڑائی کا اعلان کر رہا ہے۔ کفر کا یہ خاصہ ہے کہ وہ مادی وسائل پر

مغرور ہو کر مظلوم و مقہور قوموں پر دست اندازی کرتا ہے۔ مسلمانوں کو اس چیز سے سختی سے روکا ہے۔ کہ تم یہ مقہور یہ تکبّر اور فخر و غرور کے کلمات زبان سے مت نکالو۔ بلکہ خدا کے سامنے عجز و انکساری اختیار کرو۔ اور اس کے رحم و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ کفر نے جب تعلی اور تکبّر کا انداز اختیار کیا ہے۔ شکست اس کے لئے مقدر ہو گئی ہے۔

آج پھر ہندوستان کافروں کے اس نعرۂ غرور و تکبّر کو اونچا کرتے ہوئے مسلمانوں کو للکار رہا ہے۔ وہ اپنے مغربی دوستوں سے حاصل کئے ہوئے بے پناہ اسلحہ کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اور پاکستان پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ جس طرح ہمارے اسلاف نے گذشتہ زمانوں میں کافروں کے منصوبوں کو خاک میں ملایا ہے۔ آج بھی مسلمان انشاء اللہ اس کافر قوم کو شکست دے کر چھوڑے گا۔

ہندو قوم کی ذہنیت کا اندازہ ہمیں اٹھارہ سال سے ہو رہا ہے۔ اس قوم کا فلسفہ عجیب ہے۔ مظلوم و مجبور اقلیتوں پر مظالم ڈھا کر ہندو اپنی بہادری کا سکّہ جماتے ہیں۔ عیاری اور مکّاری سے امریکہ اور یورپین ممالک سے بے پناہ اسلحہ چین کا نام لے کر حاصل کر لیا ہے۔ اب وہ اسلحہ پاکستان کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ مظلوم اور مجبور مسلمان جو چھ کروڑ کی تعداد میں وہاں بستے ہیں ان پر آئے دن ظلم کرنا ان کا مشغلہ اور کھیل ہے۔ ہاں اگر کوئی عظیم طاقت ان پر مسلّط ہو جائے تو دم دبا کر بھاگتے ہیں۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اس کے اپنے قوانین ہیں۔ بین الاقوامی کا لحاظ تو در کنار اپنے کئے ہوئے وعدوں کا جلدی سے بھلا دینا یہ اس کا آئے دن شیوہ ہے ـــــ اب سے چودہ سو سال قبل ہندو ذہنیت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے:

سنہ ھ ربیع الاوّل کے مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو چار سو صحابہ کا لشکر دے کر نجران میں قبیلہ بنو حارث بن کعب کے پاس بھیجا۔ آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ تین بار نجران کے ان عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دو۔ اگر اسلام لے آئے تو کچھ نہ کہو بلکہ اسلام کی تعلیم ان کو دے دو۔ اور اگر نہ مانیں تو پھر ان سے جہاد کرو۔ حضرت خالد نجران آئے اور اسلام کی دعوت ان کو دی۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ـــــ خالد نے اس کی اطلاع بارگاہ نبوت میں دے دی۔ کہ یہ قوم مسلمان ہو چکی ہے۔ آپؐ نے خالد کو جواب تحریر فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اللہ نے اس قوم کو ہدایت دی۔ اور حکم دیا کہ تم بھی واپس آجاؤ۔ اور بنو حارث

کا ایک وفد بھی تمہارے ہمراہ آجائے۔ حضرت خالد روانہ ہوئے ان کے ہمراہ بنو حارث کا چھ ارکان پر مشتمل ایک وفد بھی تھا۔ جب یہ مدینہ پہنچے تو حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: من هؤلاء القوم كانهم رجال الهند۔ (یہ کون لوگ ہیں۔ یہ تو گویا ہندوستان کے رہنے والے معلوم ہوتے ہیں۔) عرض کیا گیا حضرت یہ بنو حارث قبیلہ کے لوگ ہیں۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے کلمہ پڑھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: انتم الذين اذا زجروا استقدموا۔ (تم وہ لوگ ہو جب تم پہ دباؤ ڈالا جائے تو تمہارے پاس آتے ہو۔) ان میں سے کسی نے جواب نہیں دیا۔ حضورؐ نے چار مرتبہ یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ چوتھی مرتبہ وفد کے رکن یزید بن عبدالمدان نے جواب دیا: نحن الذين اذا زجرنا استقدمنا۔ (واقعی ہم ایسے لوگ ہیں کہ بغیر دباؤ ڈالے ہم نہیں آتے۔) چار مرتبہ انہوں نے یہ الفاظ دہرائے۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو ان خالد بن الوليد لم يكتب	اگر خالد تمہارے بغیر قتال کے اسلام کی اطلاع
الیّ فیکم انکم اسلمتم ولم	نہ دیتے تو تمہارے سروں کو تمہارے قدموں
تقاتلوا لالقيت رؤسكم تحت	کے نیچے ڈال دیتا۔
اقدامكم۔	

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندو ذہنیت کا جو تجزیہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ ہندو ذہنیت مظلوم پر ظلم روا رکھتا ہے۔ اور اپنے سے برتر کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ ہندو قوم سے کوئی خیر کی توقع نہیں ہے۔ مسلمانوں کی عالی حوصلگی دیکھیے ایک ہزار سال تک انہوں نے ہندوستان پہ حکومت کی۔ مگر عدل و انصاف اور اسلامی مساوات کے اصولوں کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

ہندوؤں نے اپنی چند سالہ حکومت میں یہ دکھلا دیا کہ ان کے ہاں کوئی اصول نہیں۔ اور حکومت کے لئے جو بلند حوصلگی اور عالی ظرفی ضروری ہوتی ہے۔ یہ اس سے محروم ہے۔

آئیے! اس نئے سامراج کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم ان چھ اصولوں پہ عمل کریں جن پہ عمل کرنے سے اللہ کی طرف سے کامیابی کی ضمانت دی گئی ہے۔ وہ چھ اصول یہ ہیں:-

۱۔ ثابت قدمی ۲۔ خدا کا ذکر ۳۔ خدا اور رسول کی اطاعت ۴۔ اتحاد و اتفاق

۵۔ صبر ۶۔ فخر و غرور اور نمود و نمائش سے احتراز۔